پاکستان، معیشت اور سیاست
مؤلف: جناب محمود مرزا۔ ایڈووکیٹ
(الحکم ٹیکس پریکٹیشنر)
ناشر: تعبیر پبلیکیشنز۔ رگارڈی ٹرسٹ بلڈنگ
تھارنٹن روڈ۔ لاہور
قیمت مجلد -/۱۵ روپے۔ پونے دو سو صفحات

اس طرح کے موضوعات پر لکھنے والے کم ہیں۔ کبھی کبھی کوئی قابل توجہ کتاب نمودار ہو جاتی ہے۔ ایسی ہی کتاب "پاکستان، معیشت اور سیاست" (ترقیاتی سٹریجی کے تقاضے) ہے۔ محمود مرزا تعلیم، مطالعہ اور پیشہ کے لحاظ سے ملکی معیشت پر برسوں سے خصوصی توجہ رکھتے ہیں اور قوم کے لیے ان کے حساس قلب و دماغ میں درد موجود ہے۔ پہلے بھی وہ مختلف مواقع پر مضامین و مقالات لکھتے رہے ہیں۔ جہاں تک میں جانتا ہوں وہ ملکی ترقی اور عوامی فلاح و بہبود کو علم المعیشت میں مرکزی اہمیت دیتے ہیں۔

ان دنوں جب کہ سیاست سے بڑھ کر معیشت کا مسئلہ ہمارے ہاں اُلجھا ہوا ہے۔ اس میدان میں کام کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ یہ "بہت ضرورت" کم پیمانے پر پوری ہو رہی ہے۔ یعنی اکا دکا کوئی کتاب چھپ جانے سے تو حق ادا نہیں ہو سکتا۔ بہر حال مرزا صاحب نے یہ کتاب لکھ کر سنسان فضا میں گویا ایک سپوتنک چھوڑ دیا ہے۔ اس کے بعض ابواب لاہور کے ایک ہفت روزے میں شائع ہو چکے ہیں۔

ایسی کتابوں پر تبصرہ لکھنے کے لیے پہلے اُن کو پوری طرح پڑھنا اور پھر اُن کی بحثوں کی تہ میں اُترنا ضروری ہوتا ہے۔ فی الحال میں تبصرہ لکھنے کی ہمت تو نہیں کر سکتا، تعارفی کلمات کہہ سکتا ہوں۔

کتاب کو سمجھنے کے لیے بڑا مسئلہ مؤلف کے نقطۂ نظر کا ہوتا ہے۔ اور بالعموم لکھنے والے اُسے خود ہی آغاز میں واضح کر دیتے ہیں۔ مرزا صاحب کا نقطۂ نظر حسب ذیل نکات پر مشتمل ہے:

۱۔ "اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان کی اپنی ایک تخصیص بھی ہے کہ یہاں مغربی طرز جمہوریت کی حامی قوتیں جمہوری جدوجہد سے اپنے فکر کے مطابق اسلام کا انقلابی نظام رائج کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔" (ص ۷)

۲۔ "کسی ملک کی معاشی ترقی اس کے معاشرے کے مجموعی اصلاح اور ترقی ہی سے ممکن ہے۔" (ص ۷)

۳۔ معیشرت[1] (SOCIO-ECONOMICS) کی ترقی، سائنٹیفک نظریے، سیاسی استحکام اور مخلص قائدین کی رہنمائی کا تقاضا کرتی ہے"۔ (ص۔ ۷)

۴۔ "ہم ایسا طریقۂ کار اختیار کریں کہ دوگونہ مقاصد حاصل ہوسکیں۔ اوّل یہ کہ افرادی قوت کو ثمر آور روزگار میسر آسکے اور دوم یہ کہ قدرتی وسائل کا بھرپور اور سائنٹفک استعمال کیا جائے"۔ (ص۔ ۸)

۵۔ "خواص و عوام کے درمیان بود و باش کے فرق کو کم کیا جائے اور پسماندہ طبقات کے لیے تعلیم اور ملازمت کے یکساں مواقع فراہم کیے جائیں"۔ (ص۔ ۸)

کتاب میں ترقیاتی عمل کا جائزہ ایوب خانی دَور سے لے کر اب تک کے عہد کا لیا گیا ہے اور انداز ناقدانہ ہے۔ ہر مسئلے کے اعداد و شمار ساتھ ہیں، زرعی ہوں یا صنعتی، تجارت درآمد و برآمد کے ہوں یا بیرونی قرضہ کے۔ ان کی مدد سے ہر شخص مؤلف کی رایوں کو جانچ بھی سکتا ہے اور اپنی رائے بھی متعین کرسکتا ہے۔

مختلف ادوار کا جائزہ لیتے ہوئے مؤلف نے پیپلز پارٹی کے دَور کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ پیش لفظ میں ہی یہ اشارہ موجود ہے کہ "پیپلز پارٹی نے معیشت جیسے سنجیدہ اور فنی شعبے کے بارے میں انتہائی عامیانہ اور غیر ذمہ دارانہ رویہ اختیار کیا"۔

پھر جب باب دوم میں اس دَور پر بحث کی تو زرعی، صنعتی، مالیاتی اور قرضوں کے تمام پہلوؤں سے تجزیہ کرکے کی۔ اس باب کے آخری حصے میں محمود صاحب نے صاف صاف لکھا ہے کہ:

"بھٹو کیوں ناکام ہوا؟ اِس سوال کا جواب اس کا کمزور کردار اور ڈرامائی سیاست کا وہ انداز تھا........ اس کے قول و فعل میں تضاد جو اس کی سیاست کا طرۂ امتیاز تھا، معیشت کے لیے تباہ کن ثابت ہوا۔ اس کی بے اصولی نے اعتماد کی وہ فضا ختم کردی جس میں کوئی تعمیری عمل وقوع پذیر ہوسکتا تھا۔ بھٹو نے ایک بار پھر ثابت کردیا کہ معاشی تعمیر کسی فکری تخریب کار کے ذریعے نہیں ہوسکتی، جو حکمران قوم کی اخلاقی اقدار

---

[1] غالباً یہ نئی اصطلاح مؤلف نے وضع کی ہے، مگر کاوش مزید سے کوئی بہتر صورت نکالنی چاہیے۔

کو تباہ کرکے قوم میں بددلی اور کام چوری کے احساسات کو پروان چڑھائے۔ اس سے تعمیر کی توقع کرنا عبث ہے..... بھٹو کی نمایاں خصوصیت اس کی ہمہ جہتی بدعنوانی تھی۔ وہ خود بدعنوان تھا چنانچہ اس نے اپنے ساتھی بھی وہ منتخب کئے جو بدعنوان تھے..... اس نے معاشرے میں بدعنوانی کی عام فضا پیدا کی اور بدعنوانی ہی کو سیاسی حربے کے طور استعمال کیا۔" ص۔ ۳۶

آخری تین ابواب معاشی ترقی اور توازن کے نظام کے لئے ایک موزوں سیاسی قیادت کو لازم قرار دیتے ہیں۔ یہ بحث صفحہ ۱۴۲ سے ۱۷۶ تک چلی گئی ہے۔ ان ابواب کے مندرجات پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا خلاصہ بیان کرنا مشکل ہے۔ البتہ ایک دلکش اور معنی خیز جملہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

"سیاست اگرچہ دماغ کا کھیل ہے۔ مگر بے ضمیری کا نہیں!"

اس کتاب کو میں اگر پسند کرتا ہوں یا اس پہ تعارفی سطور لکھ رہا ہوں تو اس لئے نہیں کہ میں اس کے حرف حرف پہ ایمان لے آیا ہوں۔ کئی مواقع اختلاف بھی ہیں۔ مگر اتنی بات واضح ہے کہ یہ قابل استفادہ ہے اور ہر عام پڑھے لکھے آدمی کے لئے قابل استفادہ ہے۔ اس میں آپ کے لئے آسمان پرواز بحثیں اور چٹانی الفاظ واصطلاحات یا الجبرائی فارمولوں اور اقلیدسی گرافوں میں سے کوئی بھی بوجھ بننے والی چیز موجود نہیں ہے۔

ذکری ڈائجسٹ (نومبر ۱۹۷۹ء)

مدیر۔ محمد یوسف اصلاحی، مرتب۔ سید اختر

۱۱۳ صفحات۔ سادہ رنگین ٹائٹل

قیمت فی شمارہ ۲/۔ سالانہ ۔ ۲۵/

دفتر ذکری سیف الدین خاں۔ رام پور بھارت

تجارت میں بھی صاف ستھرے ذوق کے تعمیر پسند نوجوانوں نے ڈائجسٹ وائرے میں قدم رکھا ہے۔ اس شمارے کے خاص مضامین پروفیسر برہان الدین ربانی کا انٹرویو، کوردیا میں اسلامی تحریک، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، حضرت حمزہؓ بن مطلب، حضرت علی مرتضیٰؓ، افسانوں میں "مکان کا مسئلہ" اور "مظلوم کی بددعا" وغیرہ اچھی کوششیں ہیں۔ شعر و نغمہ کا شعبہ الگ ہے، عربی سیکھیں بھی مستقل عنوان ہے، خواتین کے لئے تین چار مضامین الگ ہیں۔ یہاں کے ڈائجسٹوں کی شوخیوں کا پیمانہ تو الگ ہے۔ مگر بھارت میں کچھ نوجوانوں کا ابتدائی کام جس رنگ میں سامنے ہے وہ بڑا امید افزا ہے۔